

جسٹریبل نمبر ۲۲۹

ہرگزیری ماہ کی ۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

جلد ۱۳
جلد ۱۳
جلد ۱۳

یادیرمیر قادیان علی احمدی



انڈیا سے باہر پانچروپیہ (۵)

جلد ۱۳ قادیان مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۴۷ء نمبر ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آؤ بچے سرب سرب کے سرب کے ملجائیں ہم

(از ملک عزیز احمد صابر اولپنڈی)

ہم کریں گے دہر میں تبلیغ اب اسلام کی	دہر میں پہنچائیں گے ہم روشنی اس کام کی
وہ تپاے جو نظر آتے تھے اب محو ہیں	کیا ہوئی تقصیر کچھ مخلوق کے اہمال کی
سلسلہ وحی و نبوت کا تو مٹ سکتا نہیں	رشتہ قرب ابھی ہم سے چھٹ سکتا نہیں
کیا ہمارے باغ عالم پر خضران آتی نہیں	یا کہ جیت قہر آئے خزان جاتی نہیں
یارب اس گلزار کی ہر کوہ پاریں پھول دکھا	تیرے در تک بار کیوں میری عیاں پائی نہیں
منتشر یونہی رہی گی کیا یہ ظلمت کو بکو	دیکھیں ہم آنکھوں سے یارب تیری حمت چارو
کون کہتا ہے کہ اب باب نبوت بست	احمد مرسل کا اب فیضانِ حمت بست
انبیاء سابقین میں کھایا جارہی سلسلہ	امت ختم رسل پر کیوں یہ دولت بست
شان کو سلطان عالم کی گھٹاتے ہیں غبی	حق کہے جس کو بڑا چھوٹا بتاتے ہیں غبی

آج ہے عالم میں ہر سو اک گھٹا چھائی ہوئی	ایک تائی بھی ہے دلیر خلق کے آئی ہوئی
مٹ گیا ہے سب لول سے دلولہ اسلام کا	شرک بدعت کی بلا عالم پہ ہے دہائی ہوئی
مرضی حق ہے کہ پھر تازہ کرے اسلام کو	الفت بت کی جگہ بچھلائے اپنے نام کو
راہنمائے خلق آیا وہ میچائے زماں	منتظر تھا دیر سے آمد کس کی سب جہاں
لاکھوں ہی ظاہر ہوئے اسکی قہر کے نشان	نور بخش ظلمت شیطان سے دی ہواں
کیوں نہ اس فیضان حق کے گیت ملکہ گائیں ہم	گھیر کر خلقت نہ کیونکر اس کے در پر لائیں ہم
فضل حق کا آج ہم مژدہ سناتے ہیں نہیں	عاشقان حق دیر حق پر بلاتے ہیں نہیں
کیوں رہو اب دُور تم فضل خدا دوستو	بھر کے اب ہم جامِ وحدت کا پلہ میں نہیں
آؤ بچے سرب سرب کے سرب کے ملجائیں ہم	اس چمن کے مثل بلبل نغمہ خواں نجائیں ہم

موسیٰ شنائی اللہ کی خبر مانا

ہماری زلف جانوں کی اگر لیتے تو ہم لیتے
ایڈیٹر پیغام جنگ لاہور نے ۸ ستمبر کے پرچہ میں کسی
جگہ یہ لکھا تھا کہ :-

”ہم اسے خلاف قادیانی صاحبان نے ہی ہی
و طیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ
اور جو قسم فی النین نے حضرت مسیح موعود کے خلاف
کر رکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس کی بی عبارتوں
اور کسی ایسے مضمون کا ایک مختصر سا ٹکڑا جو اپنے
غلط خیال کی تائید میں نظر آیا۔ جھٹ ٹوٹ کر لیا
خواہ اصل مضمون سے کتنا ہی خلاف کیوں ہو“
ہم نے سری منکر نے بغیر سوچے سمجھے مندرجہ بالا اقتباس
”پیغام لاہور سے اپنے ۵ اکتوبر ۱۹۷۱ء کے ایڈیٹ
میں نقل کر کے نیچے یہ مطالبہ کیا ہے کہ

”ہم اس قسم کی کارروائی کو خیانت مجرمانہ
جانتے ہیں جو ہماری طرف نسبت کی ہے لہذا ہم
استفسار کرتے ہیں کہ یہ مدعی ہمارے کسی
تحریر میں ایسی خیانت کا ثبوت دے؟“
”اس قسم کی کوئی مثال ہماری تحریر میں ہے۔ تو
ہم اسکو خیانت مجرمانہ مانکر اصلاح کر دیں گے“

(ایڈیٹ ۵ اکتوبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۱۱)

ادھر سری منکر نے گویہ مطالبہ ”پیغام لاہور سے کیا ہے۔
”کیوں چونکہ ہمیں یہی قریب ہے کہ اپنے مرہون احسان مقرر
کی اسٹیٹس کو تاحی نہ کریں۔ بسلے ہم خیاب لویغا اصل صفا
کی خیانت مجرمانہ میں سے ہی خیانت پر شکر ہے۔ جو
آپ کے مطالبہ کو کما حقہ رد کرنے والی ہو اس سے ایک طرف تو
ہم پورے دشمن ہمارے احسان کریں گے۔ اور دوسری طرف لٹوئی
”اس ”پیغام جنگ لاہور کو مضمون بنائیں گے۔ بشرطیکہ
”دونوں احسان فراموش نہ ہوں۔

”پیغام لاہور سے“
”پیغام لاہور سے“

”تنار اللہ صاحب کی ناقابل تردید خیانت رکھتے ہیں
جسکی کوئی تاویل کوئی توجیہ نہ بن سکے نہ پہلے بن سکی۔
”فراموشی فرما کر اخبار ایڈیٹسٹ سنہ ۱۹۷۱ء کا قائل لائیے
اس میں سے ۹ فروری سنہ ۱۹۷۱ء کا پرچہ نکلو ایسے اور
اس کا صفحہ ۳۰ و ۳۱ ملاحظہ فرمائیے۔ مضمون زیر مرقعہ
”کرشن قادیانی سے ہمارا فیصلہ شدہ“ پرچہ جاکے یہاں یہ
لکھا ہے کہ :-

”آج ہم ناظرین کو فوجی سلسلے میں کہ مرزا صاحب
”کرشن قادیانی کو اتنی مدت انتظار ہے ہیں لیکن
اب موت کے خوف سے سیدھے ہو نیکی میں
آپنے ۲۲ دسمبر کے روز جو بھی سہا سہا سہا سہا سہا
دیئے وہ قادیانی اخبار بدیر ۲۶ جنوری
سنہ ۱۹۷۱ء میں چھپا ہے۔ آپ نے اس میں احمدی
اور غیر احمدی میں فرق بتلاتے ہوئے فرمایا
کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے
اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ ذات مسیح
کے قائل ہیں۔ اور وہ (غیر احمدی) لوگ ذات
مسیح کے قائل نہیں۔ اور بس باقی سب عملی تھا
مثلاً نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے
لو صاحب کوہ کندن اور گاہ برادر اور پورا ہو گیا
... اب اگر آپ کا اور ہمارا اتنا ہی فرق ہے
تو یہ کیا فرق ہے۔ بس ہر بانی کر کے اپنا قصہ بی
جائیے۔ اور اپنے قدیمی دوستوں سے گلو گلو گلو
مرزا ثواب تو بڑے میاں فیصلہ کر دیا ہے۔ اور
تہیں کوئی مزید ڈگری نہ دی۔“

”کیوں جی! میاں ثناء اللہ یہ زیر خط والہ آپ نے لکھا ہے
یا نہیں؟ اور یہ اخبار ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۷۱ء سے
نقل کیا ہے یا کسی اور جگہ سے؟ اب اگر اخبار بدیر میں زیر
عبارت اسی طرح ہے تو نقل والہ میں بیشک آپ بڑے
ایماندار بڑے راست باز اور بڑے دیانتدار کہلائیے گے
”عند اللہ وعند الناس اور عندنا متقی میں۔ اور اگر یہ والہ
اس طرح وکال نہ ہو۔ تو پھر فرمائیے آپکو بددیانت قائل
مخوف۔ دہو کہ باز یہ جملہ۔ فریب دہندہ کہنا اور
کہنا جائز ہوگا۔ یا کیا۔؟ کیا اخبار بدیر میں اسی طرح لکھا

کہ حضرت مرزا صاحب نے ۲۲ دسمبر کی تحریر میں غیر احمدی
اور احمدی کا فرق یہ بتلایا ہے کہ احمدی وفات مسیح کے
قائل ہیں۔ اور غیر احمدی حیات مسیح کے اور کچھ فرق
نہیں؟ یا اس کا کہنے والا کوئی اور تھا۔ اور اسکی تردید
حضرت مرزا صاحب نے ”یہ بات صحیح نہیں“ کہہ کر فرمائی؟
اگر حضرت مرزا صاحب کا یہ فرمان ہے تو ہم جھوٹے۔ اور آپ
سچے۔ اور اگر حضرت مسیح موعود نے اسکی تردید کی ہے اور
یہ کسی دوسرے شخص کا بیان ہے تو تم نے خیانت مجرمانہ
کا نہایت کھلے طور پر ارتکاب کیا۔ جس کا کوئی جواب نہیں
ہو سکتا۔

ہمارے حلیہ خیانت مجرمانہ کے

”جرم سے اپنی بریت فضیلت کے زور پر پہلو دیت
کی قابلیت پر کر دکھائیں۔ تو ہم آپ کو مرد میدان
اور قابل مناظر اور یکساں مسلمان مان لیں گے۔ درجہ
بصورت ثانی پورا یہودی۔ بڑا بددیانت اور
موتا خان ہمیشہ سمجھیں گے۔ اور کہیں گے اگر وہ
ہے۔ تو اس کے خلاف ذرا قلم اٹھاؤ۔ اپنی فضیلت کے
جوہر تو دکھاؤ۔ نہیں تو آئندہ کہی ایسے دم گزے
نہ مارنا۔ کہ ہماری تحریر میں کہیں ایسی خیانت دکھاؤ
آپ کو خوب معلوم ہے کہ آپ کا دیرینہ نیاز مند اور
خدا متکدار آپ کے ہر گز چٹھ سے اتنا واقف ہے
جتنے کہ آپ بھی اپنے آپ سے واقف نہیں یہ صرف
ایک ہی خیانت نہیں ہے۔ میرے پاس خدا کے فضل
سے آپ کی ایسی خیانتوں کے سیر کن نمونے موجود
ہیں۔ آپ ذرا اسیر کچھ لاؤ تم کر کے دیکھ لیں امید ہے
کہ مسٹر دوست محمد ایڈیٹر ”پیغام جنگ“ بھی ہمارا
شکریہ ادا کرے گا۔ کہ ہم نے اس کے گلے سے بلا
دور کر دی۔ نہیں تو وہ اس بلا کو خود دفع کر کے
دکھائیے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس بلا کو کوئی ہمارا تو نہ
نہ سو گھاٹے۔

”خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
(۱۱ ستمبر ۱۹۷۱ء)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ رَسُودٌ وَأُصْلَى عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيمِ

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۸ء

کیبونی کیبہ ط

لابنی بعدی

کے معنی

قرآن مجید سے

حدیث لابنی بعدی کے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے اور خدا کے فضل سے متعدد کتب و رسائل کے ذریعہ اتمام حجت ہو چکی ہے مگر پھر بھی گاہ بگاہ بعض علماء کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا رہتا ہے کہ لابنی بعدی کے یہ معنی کس طرح کئے جاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی بنی صاحب شریعت نہیں آسکتا یا یہ کہ ایسا بنی نہیں آسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ ہماری طرف سے ہمیشہ یہ کہا گیا کہ یہی معنی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک علماء متحققین نے کئے ہیں اور یہی معنی صحیح ہیں اور اس کے ثبوت میں بہت سے دلائل شرعیہ پیش کئے جا چکے ہیں۔ ہم آج ایک بالکل نئی دلیل پیش کرتے ہیں:-

کتابا انزل من بعد مو

ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آئی۔ اور قرآن مجید سنکر ایمان لے آئی۔ اور جب وہ واپس گئے۔ تو ان جنوں نے اپنی قوم کو بھی دعوت اسلام دی

اور اپنی قوم سے کہا کہ یا قوم ان سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ۔ اے قوم چنے ہوئے سنی ہے ایک کتاب جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے (سورۃ احقاف) اب ہر اہل علم و عقل جانتا ہے کہ موسیٰ کے بعد تو زبور اور اس کے بعد انجیل نازل ہوئی۔ پھر قرآن مجید عیسیٰ کے بعد نازل ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن مجید موسیٰ کے بعد نازل ہوا۔ پس اب اگر عقل سے کام لیا جاوے تو فوراً یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ چونکہ زبور و انجیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کے ماتحت ہیں۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا دور رجعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ دونوں اپنی شریعت تو رات کو ہی بتاتے ہیں۔ اور اس پر خدا تعالیٰ کی شہادت بھی موجود ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے:-

من قبلہ کتاب موسیٰ اما ما وراحمۃ سورۃ احقاف قرآن مجید سے پہلے کتاب موسیٰ امام اور رحمت تھی۔ یعنی تو رات کی امامت کا دور زبور قرآن تک تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ کہا گیا کہ قرآن مجید موسیٰ کے بعد نازل کیا گیا ہے۔ لہذا کتابا انزل من بعد موسیٰ کے یہ معنی ہوئے کہ دور موسوی کو ختم کرنے والی کتاب قرآن مجید ہے۔ یا یہ کہ یہ موسیٰ کے بعد شریعت موسوی کو منسوخ کرنے والہ بنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ رہے درمیان انبیاء وہ چونکہ سب کے سب شریعت موسوی کے ہی خاتم تھے اس لئے ان پر نازل ہونے والا کلام الہی انزل من بعد موسیٰ کا مصداق نہ تھا۔ پس اس حیثیت سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ موسیٰ کے بعد کوئی بنی نہیں۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور عربی میں ہم اس کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ لابنی بعد موسیٰ والا صحیح ہے۔

اور لابنی بعد موسیٰ کے معنی یہ ہوئے کہ شریعت موسوی کو منسوخ کرنے والا کوئی بنی موسیٰ کے بعد نہیں ہوا۔ اور علیٰ ہذا القیاس ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لابنی بعدی کے یہی معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسا کوئی بنی نہیں

جو شریعت محمدیہ کو منسوخ کرنے والا ہو۔ یا آپ کا امتی نہ ہو۔

یہی وہ معنی ہیں جو حدیث لابنی بعدی کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کئے ہیں۔ اور تمام محققین امت محمدیہ کا ان معنیوں پر اتفاق ہے۔ مگر الحمد للہ کہ ہم نے یہ معنی نہایت صفائی سے قرآن مجید سے ہی دیکھ لئے۔ خاصین المفرد۔

خاتم النبیین کے معنی کتاب شریعت موسوی کو ختم کرنے والی ہے۔ اسی طرح وہ جملہ انبیاء ماضی کی شریعتوں کو بھی ختم کرنے والی ہے۔ لہذا حامل وحی قرآن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں۔ پر آپ کے دور نبوت کو ختم کرنے والا کوئی نہ تھا نہ ہے۔ نہ ہوگا۔ اس لئے اس عظیم و خیر ذات نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ اور خاتم النبیین میں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لابنی بعدی۔ یعنی میری نبوت کو ختم کرنے والا کوئی بنی نہ ہوگا۔ لہذا ختم نبوت کے معنی ہوئے تشریف نبیوں کے ختم کرنے والے۔

ایک دفعہ اثناء گفتگو میں صدر جمعیۃ علماء ہم نے صدر جمعیۃ العلماء کی کا جواب خدمت میں مذکورہ بالا دلیل پیش کی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ کتابا انزل من بعد موسیٰ بالکل صحیح ہے اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ شریعت موسوی کو ختم کرنے والی کتاب موسیٰ کی وجہ سے قرآن مجید کو بعد موسیٰ کہا گیا ہے بالکل غلط ہے۔ اے یہ موقوفوں پر صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا واقعی قرآن مجید موسیٰ کے بعد ہے یا نہیں۔ اگر قرآن مجید واقعی موسیٰ کے بعد ہے۔ تو یہ بیان بالکل سچا ہے درمیان انبیاء کا ذکر کرنا یا نہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ اس قسم کی تو متعدد آیات قرآن مجید میں مستلزام فرمایا ہے کہ:-

انا وحنینا الیک کما وحنینا الی نوح والنبیین من بعدہ (سورۃ النبا پارہ ششم)

اب یہ کہنا کہ ہم نے محمد صلعم پر ایسی ہی وحی کی ہے جیسے کہ ہم نے نوح پر وحی کی تھی۔ اور ان کے بعد کے نبیوں کا ذکر نہ کرنا خاص نوح کا نام لینا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ آپ پر اس طرح وحی نہیں ہوئی جس طرح موسیٰ پر ہوئی بلکہ یہاں نوح کا نام لینا ایک امرواقع کا اظہار ہے۔ اور یہ صحیح امر ہے اسی طرح یہ قول ہے کہ کتاباً انزل من بعد موسیٰ۔

ہمارا جواب ایت پیش کردہ میں تو خدا تعالیٰ نے نوح اور ان کے بعد کے حمد انبیاء کی مانند وحی کرنے کا ذکر کیا ہے پس تمام استدلال جو کیا گیا ہے باطل ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ نوح کے بعد اگر والبنیین من بعدہ کا جملہ ہوتا تو ہر شخص کو حق حاصل ہوتا۔ کہ وہ یہ سوال کرتا کہ کھانا اور دینا الی نوح کیوں کہا گیا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ کسی اور بنی کا نام نہیں لیا۔ اور یہ سوال بالکل لا جواب ہوتا اگر نوح کا نام لینے کی وجہ نہ ہوتی۔ مگر چونکہ یہاں والبنیین من بعدہ موجود ہے۔ اس لئے اب یہ سوال نہیں ہو سکتا کیونکہ اب تو اس آیت کی رو سے وحی قرآنی دی ہی ثابت ہو گئی۔ جیسی کہ نوح اور اس کے بعد کے جملہ انبیاء پر بھی وحی نازل کی گئی۔ پس منکرین گیلے انکار کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ سب کے سب نوح کی اولاد سے ہیں۔ اور یہی مناسبت کی وجہ سے نوح کا نام پہلے لیا ہے۔ اور ساتھ ہی جملہ انبیاء کا بعد کا ذکر بھی کر دیا ہے۔

نوح علیہ السلام کے نام کو پہلے لانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ سب سے پہلا بنی جسے خدا تعالیٰ نے شریعت دیکر ایک عالم رسول کی حیثیت سے مامور فرمایا وہ حضرت نوح ہی ہیں۔ اور حضرت نوح آدم ثانی ہیں۔ جن کی وجہ سے طوفان نوح کے بعد سلسلہ انسانی تمام عالم میں پھیلا بعض محققین کا یہ مذہب ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ تھے۔ مگر وہ بنی اللہ نہ تھے۔ اور ان کا استدلال انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح سے بھی ہے پس اس لحاظ سے تو ریت زیر بحث نے شروع سے لیکر آخر تک تمام انبیاء کی طرح نزول وحی قرآنی کو قرار دیا ہے۔ اور نوح علیہ السلام کا نام لیکر اور

انبیاء کا ذکر کرنا بالکل درست اور ضرورت حق کے مطابق ہے۔ لہذا اس آیت سے کتاباً انزل من بعد موسیٰ جو ہمارا استدلال ہے زیادہ مضبوط اور مدلل ہو جاتا ہے۔ اور علماء کا خیال غلط ٹھہرتا ہے۔ موسیٰ کے بعد جس قدر انبیاء بنی اسرائیل ہوئے وہ سب کے سب موسیٰ کے امتی نہ تھے۔ وہ صرف موسیٰ کے متبع تھے۔ یعنی ان کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کے فیضان کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ براہ راست بنی تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد غیر امتی ہونے کے کوئی شخص نبوت کا درجہ نہیں پاسکتا کیونکہ براہ راست بنی کی آمد ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور امتی کا بنی ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ امتی کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے جو کچھ پایا ہے اپنے نبی متبوع کے واسطے سے پایا ہے۔

خاتم کمال چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس لئے یہ لازمی ہے کہ آپ کی شریعت جملہ شرائع ماقبل سے کامل ہو۔ اور آپ کی ذات میں جملہ کمالات نبوۃ پائے جائیں۔ اور کوئی کمال ممکن للبشر نہ ہو جو آنحضرت کی ذات پر ختم نہ ہو گیا ہو۔ ورنہ آپ کو خاتم النبیین کہنا کچھ معنی نہیں رکھیکے گا۔ اور اس میں تو شک نہیں کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سلسلہ ہے۔ کہ

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال

لا جرم شد ختم ہر پندہ

اور اسی ختم کمالات کا دوسرا نام ختم نبوۃ بھی ہے کیونکہ نبوۃ دراصل کمالات نبوۃ ہی کا دوسرا نام ہے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ نبوۃ کے ۶ حصوں میں سے رو یا صالحہ ایک حصہ ہے۔ اور یہ ایک کمال ہے نبوت کے باقی حصوں میں عفت۔ قربت۔ انابت۔ اجابت۔ شجاعت۔ سخاوت۔ توکل۔ رضا۔ صبر وغیرہم جملہ کمالات انسانی آجاتے ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام میں آدموں کی نسبت بدرجہ کمال پائے جاتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ سب کمالات

بدرجہ اکمل اور اتم پائے جاتے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ آپ پر نبوۃ ختم ہو گئی۔

ہمت و خیر الرسل غیر الانام

ہر نبوۃ را بر او شد اختتام

لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی ہوں کہ آنحضرت کے بعد مطلقاً کوئی شخص نبوت کا مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ تو خاتم کمالات نبوۃ کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ اب کوئی انسان کمالات نبوۃ میں سے بھی کوئی کمال نہیں پاسکتا۔ حالانکہ رسولیوم صالح اور وحی الہی جو بشارات کے رنگ میں ہو۔ اس کا امت محمدیہ کو ملنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور پھر تمام کائنات امت نے کمالات نبوۃ کا امت محمدیہ کے لئے جاری رہنا مانا ہے۔ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ خاتم کمالات نبوۃ کے یہ معنی نہیں۔ کہ کمالات نبوۃ بند ہو گئے بلکہ یہ معنی ہیں وہ کمالات صاحب کمالات خاتم بدرجہ انتہا کو پہنچ گئے۔ اور آئندہ وہ کمالات اس صاحب خاتم کی پیروی سے ملیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس خاتم النبوة کے یہ معنی نہیں۔ کہ آئندہ نبوت کا درجہ نہیں ملیگا بلکہ یہ معنی ہیں کہ نبوۃ صاحب خاتم پر انتہا کو پہنچ گئی اور آئندہ نبوۃ کا ملنا اس صاحب خاتم کی اتباع کاملہ پر موقوف ہے۔ اور یہی احمدی جماعت کا مذہب ہے جسے نادان مولویوں نے کفر قرار دے رکھا ہے اور اپنے تاریک دل کا علاج نہیں کرتے۔ جو دراصل حضرت صلعم پر ختم نبوۃ کا منکر ہے۔ کیونکہ وہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک بنی اللہ جس کی نبوۃ مستقل نبوۃ ہے۔ آخری زمانہ میں آئیگا۔ حالانکہ جس طرح قرآن مجید کے بعد انجیل کا آنا ناممکن ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسیح نامہری کا آنا ناممکن ہے۔ بلکہ حسب عدہ نبوی اس مسیح موعود کا بنی اللہ کا امت محمدیہ میں سے ہونا لازمی ہے۔ تاکہ ختم نبوۃ مشتبہ نہ ہو جاوے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:-

کیف انتم اذا نزل ابن مرید فیکھرو

اوسا مکم منکو (بخاری و مسلم)

اسپر بعض متقدمین نے لکھا ہے۔ کہ

کون الہام کر منا واجبا لہ یتدلس

بغبار الشہیدۃ وجہ لابی بعدی و

یعنی مسیح موعود کا ہم میں سے ہی ایک امام ہونا

اس لئے لازمی ہے۔ کہ حدیث لابی بعدی غبار شہید

سے آلودہ نہ ہو جائے۔

پس وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بعد ایک مستقل نبی کی آمد کے قائل ہیں۔ وہ سب

کے سب نہ صرف ختم نبوت کی حقیقت سے باخبر ہیں

بلکہ دراصل ختم نبوت کے صریح منکر ہیں۔ اور انہی کو

باطنی کی وجہ سے ختم نبوت کے سچے قائلین کو کافر کہتے ہیں

مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ :-

زبوتے نافہ عرفان چوں محروم ازل بودند

ہنادند نام کافر لاجرم عشاق ملت را

مسیح ناصری راتا قیامت زندہ کھنڈ

مگر مدفون شریعت و ادنیٰ فیضیت را

ختم کمالات کا نتیجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کمالات

کوئی کمال ممکن للبشر باقی نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں بدرجہ اتم و اکمل

پایا نہ جاتا ہو۔ پس جب کوئی کمال باقی ہی نہیں رہا۔ تو

آئندہ کوئی ایسا انسان نہیں پیدا ہو سکتا۔ جو صاحب

کمالات جدیدہ ہو۔ لہذا یہ ماننا پڑا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے صاحب خاتم النبوة ہونے کی وجہ سے

آئندہ ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی جدید کمالات

نبوت رکھنے والا ہو۔ پس یہی معنی ہیں لابی بعدی کے

اسی لئے تمام تحقیقین امت محمدیہ کا یہ مذہب ہے۔ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ جو آپ کی شریعت

کو منسوخ کرنے والا ہو۔ کیونکہ نسخ شریعت تب ہی ممکن

ہے۔ کہ اس سے بہتر شریعت لائی جاسکے۔ اور یہ ہم پہلے

کہہ چکے ہیں کہ اب کوئی کمال ممکن للبشر ایسا نہیں جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں نہ ہو لہذا

شریعت کاملہ کے لانے کا جو کمال ہے۔ وہ بھی بدرجہ غایت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے اس لئے

اس سے بہتر شریعت کوئی لابی نہیں سکتا۔ ورنہ ختم

کمالات کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی امتی

خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید کی بعض یا کمال آیات

کو بھی بذریعہ وحی یاد دے۔ تو بھی یہ وحی آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا نتیجہ ہونے کی وجہ سے نسخ قرآن نہیں

کہلا سکتی۔

اس وقت ہمارے سامنے

منکرین ختم نبوت کے منکرین احمدیوں

کو چیلنج

میں سے پیغامی اور دوسرے

تمام غیر احمدی مسلمان ہیں۔ اور ان کے علاوہ

مسلم کے دشمن بابی اور بہائی لوگ ہیں۔ اور ان

سب کو میں باوراز بلند کہتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے بیان

کردہ معانی کو ہرگز ہرگز باطل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قرآن مجید

سے بیان کردہ دلائل کو توڑ سکنا ناممکن ہے اور

یہ سچ ہے۔ کہ :-

کابرہاں بعد الفرقان

اور اگر کسی مخالف کو یہ زعم ہو کہ وہ ہماری بیان

کردہ دلیل قرآنی کو توڑ سکتا ہے۔ تو وہ مجھ اپنے

تمام رفقاء کے ایڑی سے چوٹی تک زور لگا کر دیکھ

لے وہ ہرگز ہرگز ہماری بیان کردہ دلیل کو باطل نہ کر

سکیگا۔ اگر زور لگاتے ہوئے موت بھی آجلیں۔ پس

میں قرآنی الفاظ میں انکو کہتا ہوں۔ کہ

ان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي

وقودها الناس والحیاسات

اگر کوئی صاحب جواب کہیں تو اس جواب

کو مجھ تک پہنچائیں۔ تاکہ میں اس پر غور

کر سکوں۔ ہاں یہ خیال رہے کہ مختلف احادیث کو پیش

کر دینا جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا ہے۔ لابی بعدی یا انا خالق البینین

بے سود ہے۔ کیونکہ ہم ہی ان تمام احادیث کو تسلیم

کرتے ہیں بحث صرف خاتم البینین اور لابی بعدی

کے معانی میں ہے۔

احمدی جماعت کا یہ مطالبہ

علمائے مطہر

کہ عیسائی جنکی نبوت مستقل ہے

اور انکا جواب

وہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کیونکر آسکتے ہیں۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین

میں اور لابی بعدی حدیث میں موجود ہے جس کے معنی

بقول مولوی صاحبان یہ ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہیں آ سکتا۔

احمدیوں کے اس مطالبہ کے جواب میں کہا جاسکتا ہے

کہ عیسائی علیہ السلام آمد ثانی کے وقت امت محمدیہ میں

داخل ہوں گے۔ اس کا جواب ہماری طرف سے یہ ہو

کہ تباؤ عیسائی امتی ہو ہی کیونکر سکتا ہے۔ جبکہ وہ کمال

نبوت پہلے پاچکا ہے۔ اور اگر انکا امتی ہو جانا باوجود نبی

ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت

کے منافی نہیں۔ تو یہ تباؤ کہ ایک امتی کا آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے طفیل نبی ہو جانا اور آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی رہنا اور آپ ہی کی شریعت کی تجدید

کرنا کیونکر ختم نبوت کے منافی ہے۔

اس کے جواب میں عام طور پر تو علماء یہ کہہ دیتے ہیں کہ

عیسائی علیہ السلام کی نبوت کا دائرہ عمل ختم ہو چکا اس لئے

اب عیسائی علیہ السلام ایک Retired Judge کی طرح ہیں۔ جس طرح اُسے جج کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی

علیہ السلام کو نبی اللہ کہتے ہیں۔ ورنہ وہ اس وقت

نبی نہیں ہوں گے۔ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ علماء کے اس

جواب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ عیسائی علیہ السلام کی نبوت

منسوخ ہا کا منسوخ ہے۔ یا کم از کم یہ کہ عملی طور پر تو

منسوخ ہے۔ برائے نام باقی ہے۔ اور یہ ایک مستقل

نبی اللہ کی ہتک ہے۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ انکی

آمد ثانی کے وقت عیسائی کا انکار کرنے والے کافر نہیں

ہو سکتے۔ اگرچہ وہ درود و کھڑے ہو کر عیسائی کو

کہیں کہ ہم تو تجھے نہیں ملتے۔ کیا تماشہ ہے کہ نبوت اول

میں تو عیسائی کا انکار کفر تھا۔ لیکن اب انکو امت محمدیہ میں

لا کر یہ درجہ ملا۔ کہ ان کا انکار کفر نہ رہا ماحول و لافوق

لوی ثنائی احباب مولوی ثناء اللہ صاحب

مولوی عبداللہ رضا کا جواب ان تمام مشکلات سے

آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور ان کے بعد کوئی صاحب شریعت بنی نہیں بن سکتا لیکن موسیٰؑ چونکہ صاحب شریعت بنی ہیں وہ بنی ہوئے ہی آسکتے ہیں۔ اور ان کا انا ختم نبوة کے اسلئے منافق نہیں کہ وہ پیسے کی

یہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ قولوا انہ
خاتم الانبیاء لا تقولوا کلامی بعدہ اے
لوگو! یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں یہ نہ کہو
کہ ان کے بعد نبی ہی نہیں۔ صدیقہ کما یہ قول بتا رہی
ہے کہ عیسیٰ بنی اللہ کی آمد کے لئے حدیث لابی جدی
روک ہے۔ اس لئے فرمایا کہ یہ نہ کہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد کوئی نبی نہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ
صاحب بتائیں کہ کیا خباب صدیقہؓ ہمیں جانتی تھیں
کہ عیسیٰؑ تو پہلے کے نبی ہیں۔ ان کا آنا لابی جدی کے
خلاف نہیں۔ اور کیا ان کے نزدیک لابی جدی کے
یہ سننے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
کوئی نبی بنیگا نہیں۔ اگر یہی معنی تھے تو پھر کیوں فرمایا
لا تقولوا کلامی بعدہ یا در کہو کہ صدیقہ رضی اللہ
عنا کا قول مولوی ثناء اللہ صاحب کے سنوں کو باطل
قرار دے رہا ہے؟

مگر میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث بھی ختم نبوت کے انہیں
مضوں کی تائید کرتی ہے۔ جو ہم پیش کرتے ہیں بسنو اور غور
سے سنو! حضرت عباسؓ ایک خاص ہجرت میں آخری میں نہ کہ
ہجرت مطلقہ میں، آخری کیونکہ سلسلہ ہجرت تو اس وقت
تک رہی تا جب تک کہ اسلام جاری ہے۔ لہذا آنحضرت صلی
علیہ وسلم کی نبوت کے لحاظ سے آخری نبی ہیں نہ کہ نبوت
مطلقہ کے لحاظ سے آخری۔ جیسا کہ حضرت محی الدین ابن
عربیؒ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم تشریح نبوت کے ختم کر نیوالے
ہیں۔ اور یہی مقصود تھا۔

یاد رہے کہ خاتم کے معنی پہلا جو صرف ختم کرنے والے کے لئے
میں ہجرت کے کمالات کو ختم کرنے والے کے نہیں لئے
اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہاں ختم کے اصطلاحی معنی
مراد نہیں۔ ورنہ اصطلاح میں خاتم وہی کہلا سکتا ہے
جس نے مجدد اربع کسی شے کے لئے کہئے ہوں۔ جیسا کہ علامہ
زغشیری اپنی کتاب اصطلاح العلوم میں لکھا ہے۔ اور
حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید نے اپنی صراط مستقیم
میں کھول کر لکھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے
انبیاء کے بھی سردار ہیں
اگر کوئی عقلمند انسان اس موقع پر یہ کہے کہ میں تو خاتم المہاجرین کی
جی طرح خاتم النبیین کے معنی ہی صرف آخری نبی ہی کروں گا
تو ایسے شخص کا علان یہ ہے کہ اس سے پوچھا جائے
کہ کیا تم مانتے ہو کہ جس طرح ہجرت کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت
ثابت ہے کیا اسی طرح حضرت عباس کی فضیلت بھی تم مانتے
ہو۔ جس طرح آخری مہاجر ہونا کوئی وجہ فضیلت نہیں ہے اسی
طرح آخری نبی ہونا بھی کوئی وجہ فضیلت نہیں لیکن خدا
تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتم کا لفظ مقام مدح میں
فرمایا ہے۔ اس لئے خاتم النبیین میں اور خاتم المہاجرین میں
صرف تاخر زمانہ کے لحاظ سے تشبیہ ہے۔ ورنہ خاتم النبیین
کے معنی تو یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولین اور آخرین کے
سرتاج بنی ہیں۔ جیسے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلعم
انا اول من ياخذ بحلقه الجنة فيفتحمها
ومعى فقلء المؤمنين وانا سيد الاولين
والاخرين من النبیین ولا اخرا (رواه الديلمی)
اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں پہلے اور
پچھلے تمام نبیوں کا سردار ہوں۔ اب غور کرو۔ کہ اگر آنحضرت
کے زمانہ بعد اور کوئی نبی نہیں ہونا۔ تو یہ پھر اس حدیث
میں آخرین من النبیین نبیوں میں سے پچھلے کیوں کہا۔

اگر اس کا یہ جواب دیا جائے کہ اولین اور آخرین سے
مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء ہی ہیں۔ اور انکو اولین
اور آخرین صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور بعد زمانی کے

لحاظ سے کہا گیا ہے۔ جیسے ہم کہہ دیتے ہیں کہ سلف اور خلف
کا اس پر اتفاق ہے۔ تو یہ سلف اور خلف سب کے سب
ہم سے پہلے ہی ہوتے ہیں۔ ورنہ ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ فلاں
امر پر خلف کا بھی اتفاق ہے۔

مواس کا جواب یہ ہے کہ اولین اور آخرین کو سلف
اور خلف کے محالے پر قیاس کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ وہاں
خلف سے مراد تو ہمارے بعد آنے والے صرف اس لئے نہیں
لئے جاسکتے ہیں کہ کہنے والے ان کے قبل کسی امر پر اتفاق
ہونے کو زمانہ گذشتہ میں واقع ہونا بیان کر دیا ہے۔ ورنہ
پہلے اور پچھلے کہنے کے لئے کوئی درمیانی نشان ضرور چاہئے

اور سید الاولین اور آخرین میں وہ درمیانی نشان آنحضرت
صلعم کی ذات ہے۔ بغیر اس کے اولین اور آخرین کا استعمال
ہی غلط ہے۔ اور افعی الفصحاء و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق
یہ خیال کرنا کہ آپ نے صحیح نہیں بولا۔ یہ تو مکہ کفر ہے۔
والعیاذ باللہ۔ اگر کوئی صاحب اب بھی ہمارے خلاف کہنے
کی جرات کرتے ہوں۔ کیونکہ رسمی عقیدہ کا اثر اتنا گہرا ہے
کہ وہ اس سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ تو لو سنو!۔
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بھی حل کر دیا ہے
آپ فرماتے ہیں:-

فيجمع الله الاولين والاخرين في صعيد واحد
یعنی خدا تعالیٰ قیامت کے دن ایک ہی میدان میں تمام
اولین اور آخرین کو جمع کرے گا۔

جس طرح یہاں اولین سے مراد آنحضرت سے پہلے اور آخرین
لے اولین اور آخرین کے معنی جس طرح حدیث سے
ثابت ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں بھی مقدم
ومؤخر کا محاورہ استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ فرمایا
ہے۔ يغضرك الله ما تقدم من
ذنبك وما تاخر۔

اب بتاؤ کہ جس وقت یہ آیت اتری
اس وقت سے پہلے کے اور اس وقت
سے بعد کے ذریعہ کو بخشنے کا ذکر ہے یا کچھ اور
ایضاح اولین اور آخرین کے معنی سمجھ
لیں :-

سے مراد آپ کے بعد کے لوگ ہیں۔ اسی طرح اولین
والاخرین من النبیین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور پچھلے
انبیاء مراد ہیں۔ لیکن اب اگر رسمی عقیدہ کی وجہ سے کوئی
مولوی صاحب حدیث نبوی کو چھوڑ بیٹھیں۔ تو ہمارا
جواب یہ ہے کہ جو نبی اگر مصلح کی حدیث کو چھوڑتا
ہے۔ ہم اس خبیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں حکم
ہے کہ :-

کیوں چھوڑتے ہو لوگوں کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
(خاکر عمر الدین احمدی کے از غلام خلیفہ الحق)

نوٹس

مولوی عبداللہ صاحب کیل سرینگر۔ السلام علیکم
آج یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء کو آپ کی طرف سے ایک تحریر بواسطہ
عبدالغنیہ کوٹی موصول ہوئی جس میں آپ نے ہمارا اللہ ایمانی
کے ادعاء الوہیت اور اسے آیت لہ نقول کے دائرے سے
خارج ثابت کرنے پر قادیانیوں کو پانچ سو روپیہ بطور تادان
دینے کا اقرار کیا ہے۔ اور تمام جماعت احمدیہ کو چیلنج کیا
ہے۔ سو میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے اس چیلنج کو منظور
کرنا ہوں میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ ثابت کروں
کہ ہمارا اللہ ایمانی ۳۳ سالہ معیار "لو تقولو" کے ماتحت نہیں
آتا اسکا دعویٰ بعینہ اسی طور پر الوہیت کا ہے جس طرح کا
دعویٰ آج کل مسیحی لوگ حضرت مسیح کی الوہیت کیلئے پیش کرتے
میں یعنی ایک پہلو سے انسان اور ایک پہلو سے خدا۔ یہی
دعویٰ احمدیہ لبریکر میں ہمارا اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے
آپ کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے میں اس نوٹس کے ذریعہ
آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ فوراً مبلغ پانچ سو روپیہ امیر ملنگ
آف انڈیا میں جمع کر کے اسکے منجر کی طرف سے اپنی تحریر باقاعدہ
مجھے فوراً بھجوا دیں کہ اگر ثالث جماعت احمدیہ کے حق میں فیصلہ
دیں گے تو خاکسار کو مبلغ پانچ سو روپیہ فوراً ادا کر دیا جائیگا
اس چیلنج کے جواب میں پرچوں کے شروع کرنے اور انکی تعداد اور
دیگر شرائط کے متعلق مندرجہ بالا تحریر آنے پر تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔
فقط ۱۱۔ نوٹ ۱۵۔ اکتوبر تک اس نوٹس کا جواب پیر۔

یاد رہے کہ خاتم کے معنی پہلا جو صرف ختم کرنے والے کے لئے
میں ہجرت کے کمالات کو ختم کرنے والے کے نہیں لئے
اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہاں ختم کے اصطلاحی معنی
مراد نہیں۔ ورنہ اصطلاح میں خاتم وہی کہلا سکتا ہے
جس نے مجدد اربع کسی شے کے لئے کہئے ہوں۔ جیسا کہ علامہ
زغشیری اپنی کتاب اصطلاح العلوم میں لکھا ہے۔ اور
حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید نے اپنی صراط مستقیم
میں کھول کر لکھا ہے۔

ط ط م کی تحریف کا نام
ایڈیٹر پیچا کی تحریف کا نام
پیچا میوں کی میاندری کا تازہ ثبوت

چونکہ ایڈیٹر صاحب ”پیغام جنگ“ جناب مولوی محمد علی صاحب کے تبدیلی عقاید کے متعلق ہمارے بار بار کے مطالبے سے تنگ آ گئے ہیں۔ اور کوئی محقول جواب نہیں دیکھتے اس لئے اپنے خوش اہتمام ناظرین کا گھوڑا کرنے کیلئے اپنے امیر امید اللہ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونا شروع کیا ہے۔ اور شبانہ روز کی محنت اور عرق ریزی سے تشہید کے پرانے فائل کی ورق گردانی کر کے بصد مشکل حضرت میان صاحب کا ایک حوالہ نکالا ہے۔ ان کی محنت قابلِ داد ہے۔ میں چونکہ ہمیشہ حق کا متلاشی اور راستی کا حامی ہونا اپنا اصول سمجھتا ہوں۔ اسلئے اس حوالہ کے متعلق ہر دو آرٹیکل پڑھ کر میری انصاف پسند اور باطل کش نمیر نے مجھ کو تحقیق کی طرف متوجہ کیا۔ اور اصل حوالہ نکال کر دیکھا۔ افسوس دیکھا یہ سیاق و سباق سب پڑنا۔ مگر سہ کر پڑنا۔ اور ہر چند کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح الفاظ نہ سہی۔ مفہوم ہی مکرم ایڈیٹر پیغام کے منشاء کے مطابق نقل آئے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیغام کی تحریف ناکام کی طرح میری سعی بھی ناکام رہی۔ اور نہایت افسردہ خاطر ہو کر مجھے اپنے ان اجاب پر رنج ہوا۔ جو میرے پیغام دوستوں کے متعلق انہی بعض حرکات کی بنا پر یہ رائے ظاہر کر دیا کرتے ہیں۔ کہ پیغامی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے۔ کیونکہ اس حوالہ کی کتب بیوت کی اصلیت سے اتفاق میرے دل نے گواہی دی۔ کہ مسیح موعود تو بجائے خود رہے ایسی حرکت دیدہ و دانستہ کرنے والے کو تو ضابطہ بھی ایمان نہیں۔ موت بھی بالکل بھولی ہوئی ہے۔ اور اگر موت یاد ہے۔ تو خدائے جبار و قہار کے حضور حاضر ہونے کا مطلق خوف نہیں۔ ورنہ اتنی کھلم کھلا دیکھ نہ زنی تو سالہا سال کے عادی مجرم بھی نہیں کرتے۔

ہیں۔ ابھی اصل حوالہ اور ایڈیٹر پیغام کا حضرت میاں صاحب کی طرف منسوب کردہ حوالہ پیش کر کے نتیجہ آپ صاحبان پر چھوڑوں گا۔ رسالہ نکشید ۱۹۷۱ء اپریل میں حضرت میاں صاحب کا ایک مضمون عیاں کی تردید میں نجات پر شائع ہوا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر تمام انبیاء پر فضیلت ثابت کرتے ہوئے آیت خاتم النبیین پیش کی ہے۔ جو یہ ہے۔

”پھر جو مٹی آیت جس میں آنحضرت کے عہدہ کی مینا بیان کی گئی ہے۔ کہ کہیں تک آپ کا مذہب قائم رہیگا یہ ہے۔ ما کان محمد ابدا احد الاۃ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد اب کوئی شخص نہیں آئیگا۔ کہ جسکو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جلاوے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کرے۔ اور نئی شریعت جاری کرے۔“ اسی طرح یہ حوالہ لیا چلا گیا ہے جس میں مقصود صرف یہ بتانا ہے۔ کہ آپ کی تعلیم اور آپ کی شریعت اور آپ کی حکومت کا زمانہ تا قیامت ہے آپ کو علیحدہ ہو کر یا آپ کے مقابل کھڑا ہو کر کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ اتنا لمہا زمانہ کسی نبی کو نہیں ملا اور یہی اعتقاد اب بھی حضرت میاں صاحب اور تمام جماعت احمدیہ کا ہے۔ اور اب بھی ہم علیٰ رسول اللہ شہادت دیتے ہیں۔ کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی شخص نہیں آئیگا۔ کہ جسکو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔ اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کر کے نئی شریعت جاری کرے ایڈیٹر پیغام خدا را بتائیں کہ اس میں کوئی تبدیلی عقاید واقع ہوئی۔ مگر بالعکس اسکے۔ ایڈیٹر پیغام نے خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر یہ رقم فرمایا ہے۔ کہ یہ ایک قاتل تھا۔ کہ میاں صاحب خود بھی اس بات کے قائل تھے۔ کہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سدود ہے۔ اور اس تیرہ سو سال میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے جو نبوت کا دروازہ کر کے کامیابی کا منہ دیکھ سکے۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر ہے۔ کہ نبوت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر منقطع ہو چکا ہے اور

آپ کے بعد کوئی بنی نہیں آسکتا۔ ملاحظہ ہو تہذیب الازمان
اپریل ۱۹۷۷ء“

ناظرین کرام! اصلی حوالہ اور نقلی حوالہ کا موازنہ کریں
اور پھر ایڈیٹر پیغام کی دیانتداری کا اندازہ لگائیں
میں اپنی طرف سے کوئی تفسیری حاشیہ نہیں چڑھاتا
بلکہ متنازعہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ان جھاگ
کے سدھاروں سے ”امیر ایڈ الہ“ کی تبدیلی عقاید
کے متعلق صاف اور بین سائٹو ستر حوالوں کا کوئی جواب
نہیں ہو سکتا۔ جنہیں بغیر کسی تشریح اور تاویل کے حضرت
امیر ایڈ الہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو
آخر الزمان بنی۔ بنی اللہ۔ بنی و رسول۔ مہناج البوت
پر پر کفنا وغیرہ بیسیوں مرتبہ بار بار استعمال فرمایا
ہے۔ آپ بیشک تہذیب الازمان کے تمام قائلوں کی
اور قارئین کی۔ تمام جہان کی خاک چھان ماریں
ریویو آف ریجنز کے محکم و الحجات کا کوئی جواب نہیں
نکال سکتے۔ تب ہی تو تحقیقی اور منقول جواب نہ بن
سکتے کیوجہ سے اب آپ الزامی جواب کے کمزور ہتھیار
پر آگئے ہیں۔ مگر آپ یاد رکھیں کہ اس قسم کے کمزور ہتھیار
آپ کے لئے ہلک ثابت ہوں گے۔ اور بجائے پردہ
پوشی کے پردہ دری ہوگی۔

ابھی حال ہی میں آپ کے کلمہ گو اور اہل قبلہ آنریری
وکیل مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہم حدیث میں آپ
لوگوں کا حق قرب خوب ادا کیا ہے۔ انکی تحریف کی تسلی
تو ان کے قدیم محسن ایڈیٹر فاروق اچھی طرح کھول دیں گے
مگر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ
ان کے مشیل ایڈیٹر پیغام بھی ان سے کسی طرح کم نہیں میں بطور
نمودہ مندرجہ بالا حوالہ ہی کافی ہے۔ کس قدر دہوکہ بازی اور
ابلہ فریبی سے کام لیا گیا ہے۔ اتنے مختصر سے مضمون میں
”تعلیم کو منسوخ کرے اور نئی شریعت جاری کرے“ والے
جز و لا ینفک فقرے تو نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اور پندرہ
بیس سطر آگے چلکر وہ مخصوص الفاظ جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خاص فضیلت کے تھے نظر آگئے اس کو
کہتے ہیں۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ او یا کل
ای پر لا تقر بوالصلوۃ اور ویل للمصلین کی مثال صاف

مولوی محمد حسن صاحب امر و ہوی کی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت

پیغامی دوستوں اور ان کے امیر امیر اللہ پر اتمام حجت کیلئے امیر امیر اللہ کے پاس ساٹھ حوالجات ہی کافی و کافی ہیں۔ جنکی تاویل و توضیح باوجود دو سال سے پیش کرنے کے اب تک وہ نہیں کر سکے اسلئے اب مزید کسی اور زید و بکر کے حوالجات کی ضرورت نہیں تاہم چونکہ دیکھا گیا ہے کہ ”امیر امیر اللہ“ کی تبدیلی عقاید کے ڈیفنس میں پیغامی دوست زید و بکر کی سابقہ متشابہ تحریرات پیش کر کے دھوکا دیا کرتے ہیں اسلئے ضرورتاً میں پیغامی دوستوں کے مسئلہ بزرگ یعنی مولوی سید محمد حسن صاحب مرحوم کا ایک نادری حکم حوالہ پیش کر کے مستعدی ہوں کہ خدا را سوچیں بد قسمتی سے یہ حوالہ ہی اسی ریویو آف ریویو کا ہے جو حضرت امیر امیر اللہ کی زیر امداد شائع ہوتا تھا۔ اور جس کے حوالجات نے پہلے ستم ڈاکر امیر امیر اللہ کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ اسی ظالم ریویو کے پرچہ جون و جولائی ۱۹۸۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر تین مضمون اکٹھے شائع ہوئے۔ ایک حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ دوسرا مضمون مولوی سید محمد حسن صاحب کا اور تیسرا ”امیر امیر اللہ“ کا مولوی سید محمد حسن صاحب کے مضمون کی سرخی ہی یہ تھی۔

”حیات الانبیاء فی وفات الانبیاء“۔ اول تو یہی سرخی ہی نبوت مسیح موعود پر شہادت کے لئے کافی ہے۔ مگر اس مضمون کو شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ کوئی صفحہ بھی نبوت مسیح موعود کے بیان سے فانی نہ پاؤ گے۔ ۲۴ صفحے کا مضمون ہے سراسر دست میں صرف ایک حوالہ بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ کتنے حق پسند پیغامی دوست اس کو قبول کرتے ہیں۔ اس مضمون میں

حوالجات بیسیوں کی تعداد میں موجود ہیں جو اخباروں میں رسالوں میں اشتہاروں میں بار بار پیش کئے جاتے ہیں۔ بسبب بھی طرح ان کے جواب لکھو۔ جس و خاشاک کے سہلے لیکر ڈوبنے سے تھوٹے ہی تیج سکو گے۔ تقویٰ اللہ کی مضبوط کشتی پر سوار ہو کر یا تو توبہ کرو۔ اور یا پھر صاف لکھو کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی کچھلی تحریرات کو غلط سمجھ کر واپس لیتے ہیں یا ہم اپنے پیغامی صاحبان کے نزدیک مولوی محمد علی صاحب نے غلط لکھا۔ اور تم اس کے گومہ فار نہیں ورنہ یاد رکھو کہ اس طرح ٹال مٹول کر کے یہ پیالہ ہرگز نہیں ٹل سکیگا۔ ایڈیٹر پیغام کی یہ نیت ہے کہ ہم اس طرح غلط سلطانک کان کاٹ کر کوئی حوالہ پیش کر کے احمدیوں کو ڈیفنس میں ڈال دیں تاکہ کبیر طرح وہ ”امیر امیر اللہ“ کا پچھا چھوڑیں۔ مگر یہ باتیں ہمارے ناخونوں میں ہیں۔

ہم وہ نہیں کہ جھوٹے دعویٰ کیا کریں

ہم ان تمام حوالجات کا جواب اور حل ”امیر امیر اللہ“ کی زبان سے لیکر چھوڑیں گے۔ خواہ آپ کتنا ہی پردہ اپنی دنیا میں آخر آنکھوں کے بھی موجود ہیں۔ وہ آپ لوگوں کی چال ڈھال رفتار۔ گفتار اور کردار کو دیکھ بھال رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی گریز بازیاں جانچ رہے ہیں۔ آخر میں ایڈیٹر پیغام کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اگر آپ کو اپنے ”امیر امیر اللہ“ کی تبدیلی عقاید کے پچاس ساٹھ حکم حوالجات کے مطالعہ کی ضرورت ہو اور ضمیر فروشی سے اجتناب کر کے اور آزادی مذہب کے اصول سے فائدہ اٹھا کر ان پر منصفانہ تبصرہ لکھنا چاہیں۔ تو میں آپ کو وہ رسالہ بھیج سکتا ہوں آپ ٹھنڈے دل سے اسکو پڑھیں۔ اور انکی کوئی صحیح تاویل ہو سکتی ہو۔ تو بیشک شائع کریں سب سے پہلے میں اسکو ماننے والا ہوں۔ ورنہ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے سے اور زیادہ بیتابی اور پریشانی اور گھبراہٹ ظاہر ہوتی ہے جس کے لئے مجھے آپ لوگوں سے دلی ہمدردی ہے۔

فخر الدین ملتانی

آتی ہے۔ اگر یقین نہ آئے۔ تو اپنے انکی استاد اور گلمہ گو بھائی اور آفریدی دکیل امت سری سے دریافت کریں کیونکہ انکواس طرح کی تحریف و تبدیل اور کٹر بیہوشی میں بیہوشی حاصل ہے۔ ورنہ انصاف سے بتائیں کہ حوالہ کو اپنے الفاظ میں اور بیچ میں مخصوص الفاظ چھو کر پیش کرنا چھوٹے دار۔

میں اس حوالہ کے لئے ایڈیٹر پیغام کا خصوصیت سے مشکور ہوں۔ کیونکہ میں غرض سے اس قسم کے حوالہ کی تلاش میں سرگردان تھا۔ جو اس اختلاف سے بہت پہلے حضرت میاں صاحب کا عقیدہ ظاہر کرتا۔ سو محمد بند کہ گوہر نایاب دستیاب ہوا۔ امید ہے کہ ایڈیٹر پیغام اس حوالہ کو دوبارہ پیش کرنے کی جرأت بھی نہ کریں گے کیونکہ بغرض محال یہ ایک حوالہ جس کی حقیقت اور پرکھول چکا ہوں۔ بطور چھوٹے کی گندھی کے بالکل ایڈیٹر پیغام کی منشاء کے مطابق ہی ہو۔ اور ایک منٹ کیلئے ہم ہی ایڈیٹر پیغام کی طرح ”تعلیم کو منسوخ کرنے اور نئی شریعت کو جاری کرنے کے“ الفاظ سے آہٹیں بند کر لیں۔ اور سمجھ لیں۔ کہ یہ الفاظ اس رسالہ شہید میں نہ ہوں گے۔ جو ایڈیٹر پیغام کے مطالعہ سے گذرا تب بھی ان پچاس ساٹھ حوالجات کے مقابل یہ ایک حوالہ ”امیر امیر اللہ“ کے سر پر سے کیا لازم دور کر سکتا ہے۔ اچھا لیجئے اس فرعون حوالہ کے بدلہ میں ”حضرت امیر امیر اللہ“ کے ساٹھ حکم حوالجات میں سے دس حوالجات صاف کر دیتے ہیں۔ باقی پچاس حوالجات کو پبلک سے کس طرح مخفی رکھ سکو گے۔ اور خدا ترسی اور انصاف سے انکی کیا تاویل پیش کر سکو گے۔ مولوی محمد علی صاحب رقم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب بنی آخر الزمان ہیں۔ کیا تاویل کر سکتے۔ مولوی محمد علی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بنی اللہ ہیں۔ کیا تو بیچ بیان کر سکتے۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی نبوت کو اس مہناج نبوت پر پرکھو۔ جو حضرت خاتم النبیین تک ختم ہے کیا شریعہ کر سکتے۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد دروازہ نبوت بند نہیں ہوا۔ کیا مضمون پیش کر سکتے۔ غرضیکہ اس قسم کے صاف اور صریح اور محکم

مبلغ مارشس کا خط

۱۰۰۰۰

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ
رات دن کی مارا مار اور دوڑ دوڑ کے بعد
ٹھیک بائیسویں روز حضرت خضر کی وسیع اور پرستش
مملکت سے ہمارا قدم بخیر و عافیت باہر نکلا ہے ہمارا
جہاز بھاریا اور پرنیلا آسمان اور نیچے نیلا پانی جتنی آؤ
آبادی کو آٹھیں ترس گئی تھیں۔ طوفان نے جہاز کو
سولہ سترہ میل راستہ سے ایک طرف ہٹا دیا۔
جہاز کے پچھلے کے چلنے کے ساتھ جو پانی سمندر کا جہاز
کے اندر گھستا ہے اس پانی کو نکالنے والی مشین بگڑ
گئی۔ جی جی کیلئے دودھ دار اکو سمندر کی لہروں کا
مقابلہ ترک کر کے دم بخود کھڑا ہونا پڑا۔ کیونکہ اگر
ساتھ ہی ساتھ پانی نکالنا جائے تو جہاز پانی سے
بھر کر غرق ہو جائے۔ ایک دفعہ اچانک جہاز نے خطہ
کے تین و سل ڈئے۔ تمام کارکن چھوٹے سے بڑے تک
تیرنے والی پٹیاں لیکر اوپر کی منزل کشتیوں کے گرد
جج ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ملازمین کے ہوشیار
رکھنے اور ان کی ٹرائی کیلئے ایسا کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ
جی میں آیا۔ اور پھر اسکو قریباً زہری بنا کر جہاز کے
اگلے حصہ پر کھڑے ہو کر نظارہ دیکھنا چاہئے چنانچہ
بندہ گیا۔ اور ٹھیک اس بلندی پر کھڑا ہوا جو پانی
کو کاٹ کاٹ کر اوپر دھڑ دھڑک رہی تھی۔ لہروں اور
موجوں کی باہمی کشمکش اور جنگ کا عجیب منظر طرف
دکھائی دیتا تھا۔ جنہیں غالباً معاملہ کی صفائی کیلئے
پردہ اڑانے والی چھیلیوں کے ذریعہ نامہ و پیام ہو رہا
تھا۔ اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ سفارتیں پر روانہ
کرتی ہوئی آتی جاتی دکھائی دیتی تھیں۔ رچی میں آیا کہ
ان چپت اور چالاک سفیروں کو قریب سے دیکھوں
خدا نے آرزو پوری کی۔ ایک شب ہر کے ساتھ ایک
مچھلی ہلکے کرے میں آٹری۔ بڑے بڑے پر جھلی دار
کالی سیاہ موٹی موٹی خوبصورت آنکھیں گویا سمندر

کی امیل ہے۔ بچاری زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکی فوراً
باہر چلی کے سپرد کی۔ اور خاکسار حافظ نے پیٹ میں
محفوظ کر لی تا اٹھرت مخلوقات کا جزو بدن ہونیکا
اسکو شرف حاصل ہو۔ اس نظارہ میں محو تھا کہ اچانک
آیت قرآنی املہم اللہ غیور اللہ سبحن اللہ
عمائش کون ایک آہ سرد کی طرح دل سے اٹھی اور
ہنایت پر در دہجہ میں زبان سے بلند ہو کر کلی ساتھ
ہی اپنی کزوریوں اپنی فعلتوں اپنی کوتاہیوں اپنی
ناکردنیوں اپنی کم عقلی اپنی کم علمی اور کم لیاقتی پر نظر
پھر گئی۔ رقت پیدا ہو گئی۔ اور دل سوز سے ابل پڑا
آنکھوں نے بھی باری کی اور پانی بہہ نہچا یا۔ تا اس آگ
کو سرد کریں۔ اور اس تنہائی کے عالم میں اس ہمدی
کا موقع ہی اپنی کو میسر تھا۔ در نہ غیروں کی موجودگی
مانع اور موجب حجاب ہوتی۔ غرض سوز نے اپنا زور
لگایا۔ اور آنکھوں نے اپنی ہمت دکھائی۔ طبیعت
دعا کی طرف منتقل ہو گئی۔ میری اس پستی اور ناقابلیت
رجو قبول انسان علی نقہ بصیرۃ کے مطابق میں
خود غوب سمجھتا ہوں کہ باوجود جن احباب نے مجھ سے
حن ظنی کی راہ سے دعا کی درخواست کی تھی ان کے
لئے نیز دیگر احباب اور بزرگوں کیلئے جن کے ہمیر
کسی نہ کسی رنگ میں احسان ہیں۔ پھر تمام قادیان دارالامان
کے احمدیوں کے لئے ان کے مردوں عورتوں بچوں
کے لئے ان کے دین کیلئے ان کی دنیا کے لئے پھر
تمام جماعت احمدیہ کیلئے خصوصاً مارشس کی جماعت
کیلئے کہ جن کی ذمہ داری اب میرے سر پر عاید ہونے
والی تھی۔ پھر تمام مبلغین کیلئے پھر تمام غرقوں اور
غیر احمدیوں کیلئے درد دل سے دعائیں کیں اور اس
رب العالمین کے سامنے بہت وسیع دامن پھیلانے
کا موقعہ میرا آیا۔ اسی اثنا میں سمندر سے لہر اٹھی اور
سر کی طرف سے پاؤں تک غسل طہارۃ دیکھی دل نے
ٹیک فال نکالی۔ پھر تیز اور تند ہوا کے جھونکوں نے
میں کھڑے کھڑے بدن اور کپڑوں کو خشک کر دیا
ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک ہنایت ہی زبردست
اور قوی ہیکل بیل ہے۔ وہ ڈکا رہا پھر تا ہے۔

اس کا مالک جو زمیندار ہے۔ وہ میرا واقف معلوم ہوتا ہے
جس سے میری صاحب سلامت ہوئی وہ بیل میری طرف بھی
دیکھتا ہے۔ اور میں دل میں ڈرتا ہوں۔ اور ایک طرف
ہو کر ایک بڑے درخت پر چڑھ گیا ہوں۔ مگر دل میں کہتا
ہوں کہ یہ تو اتنا بڑا زبردست بیل ہے کہ اگر اس درخت
کو بھی ٹکڑی لگائے۔ تو چور چور کرے۔ مگر اس کے مالک نے
اسکو اشارہ سے بلایا اور وہ آگے چلا گیا۔ کبھی کسی کی
طرف رخ کرتا ہے۔ اور کبھی کسی کی طرف مگر چند قدم چکر
ٹھہر جاتا ہے۔ نقصان کسی کو نہیں پہنچایا۔ جب ہمارا جہاز
مارشس پہنچا ڈاکٹری معائنہ کے بعد دوسری صبح کو پولیس
کشتیوں میں سوار ہو کر آگئی۔ پاسپورٹ سب کے طلب
کئے اور باری باری بلایا۔ اور کم از کم اڑھائی صد روپیہ
ہر ایک کے پاس نقد دیکھنا چاہا۔ جنہوں نے دکھلایا ان کو
تو اجازت مل گئی۔ اور وہ جہاز سے اتر گئے۔ اور جن کے
پاس اتنی رقم نہ تھی۔ وہ روک لئے گئے میرے پاس دس
روپے رہ گئے تھے۔ جو مزدوروں وغیرہ کے لئے بمشکل
بکار رکھے تھے۔ میں بھی روکا گیا۔ جماعت کے آدمی کشتیوں
میں سوار جہاز کے ارد گرد چکر لگاتے پھرتے تھے۔ اور
دور کی صاحب سلامت ہو رہی تھی۔ کیونکہ باہر کے کسی
آدمی کو جہاز کے قریب آنے کی اجازت نہ تھی۔ چہ جائے
کوئی اور پر آئے۔ بمشکل ایک رقم ان تک پہنچایا۔ اور پیش
آمدہ بمشکل سے انکو آگاہ کیا کہ وہ فوراً گئے کہ روپیہ ہمایا
کریں۔ مگر وہ نقد کی صورت میں اس وقت جمع نہ کر سکے
اور بینک کی تہذیبی کام نہ دیتی تھی۔ اس عرصہ میں پولیس اپنا
کام کر کے کاغذات مرتبہ لیکر چلی گئی۔ اب معاملہ افسران بالا
پر جا پڑا اور لیٹر لٹ صاحب کے دستخط کے میرا داخلہ
ناممکن ہو گیا۔ جماعت کو بہت تشویش ہوئی۔ کیونکہ ان سے
اب تین ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی۔ یہ سچو کا دن
تھا جس میں ۱۲ بجے دفاتر بند ہو جاتے ہیں۔ اور آگے اتوار
تھا۔ غیر احمدی بہت خوش تھے۔ کہ ان کا مبلغ روک دیا
گیا ہے۔ آخر میاں روشن صاحب نے جو مولوی زین العابدین
صاحب کے خسر ہیں۔ اپنی جائیداد ضمانت میں پیش کی اور
خدا خدا کر کے داخلہ کی اجازت ہوئی۔ تین بجے مسجد
دارالسلام میں پہنچے۔ بعد نماز مغرب ایڈریس غیرہ کا خطاب

کیا گیا جس کا اعلان پہلے سے ہی ہو چکا تھا غیر احمدی بکثرت آئے۔ احمدی مردوں۔ عورتوں۔ نوجوانوں بچوں اور بچیوں کی طرف سے عیدہ عیدہ ایڈریس پیش ہونے کے بعد خاکسار نے جواب میں تقریر کی اور موقع نکال کر بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض یہ تھی کہ وہ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و عظمت کو دنیا میں قائم کریں اور انکی لای ہوی تعلیم کے کمالات دنیا پر ظاہر کریں۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ آنحضرتؐ کی تعلیم تاقیامت دنیا کا دستور العمل رہے چونکہ ہندو اور عیسائی بھی موجود تھے۔ اسلئے اسلام کی چند خوبیاں بھی بیان کیں۔ اور مسلمانوں کو بتلایا کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کی کس قدر تہمید ہے۔ غرض اہل کے گیارہ بجے جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ دوسرے روز کھانا کھانے کے بعد کچھ غیر احمدی آئے۔ گھنٹہ سوا گھنٹہ آپس تقریر کی نظر کے بعد کچھ آریہ بھی آئے۔ اثنائے گفتگو میں کہا۔ کہ ایسا ہو کہ سب قومیں پریم اور محبت سے ہیں فساد اور عداوت نہ ہو میں نے کہا جاتا ہے مذہب کا نام ہی اسلام ہے۔ جو آشتی اور سلامتی پاتا ہے اسلام نے اپنی اخوة کا دائرہ مسلمانوں تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ اس کی اخوة کا دائرہ تمام قوموں پر حاوی ہے۔ دوسرے مذاہب کا یہ حال نہیں۔ کیونکہ ان کا مذہب انکو اس کی تعلیم نہیں دیتا۔ اور نہ ان کا دعوئے ہے۔ بلکہ اسلام کا یہ دعوئے ہے۔ اور اس اخوة کے بڑے سارے اور وسیع کرنے کیلئے تعلیم ہی ایسی دی کہ ایک مسلمان اس تعلیم پر چکر تمام اہل مذاہب کے دلوں میں گھر کر سکتا ہے۔ اور اسلام تمام مذاہب کے بانیوں کی عزت کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک قوم میں نبی آئے ہیں۔ صرف عزت کرنیکا ہی حکم نہیں دیتا۔ بلکہ ان پر ایمان لانا حکم دیتا ہے۔ اور اگر بھی نہیں۔ بلکہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی ایک نبی کا بھی انکار کرے۔ تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس ضمن میں پھر آنحضرتؐ کا احسان تمام قوموں پر اور تمام قوموں کے نبیوں پر بیان کیا میری کتابوں کی پٹی کٹم والوں نے کھول کر دیکھنے کے لئے

رکھی ہوئی ہے۔ تا حال واپس نہیں لی۔ غیر احمدیوں میں مشہور ہے۔ کہ احمدیوں سے ان کے صلح کے داخلہ کیلئے تیس ہزار روپیہ کی ضمانت لی گئی ہے۔ احمدی کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ لی جاتی۔ تو ہم دیتے۔ میرے دائیں گھٹنے پر کسی پھوڑے کے ٹکڑے ہیں۔ جبکی وجہ سے اُنھوں نے بیٹھنا بھی مشکل ہو رہا ہے سخت تکلیف ہے۔ خدا فضل کرے۔ والسلام خاکسار حافظ جمال احمد زما ریش

ہندوؤں کی رسم شادی

ہندو اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ ان میں رسم شادی صغریٰ قرون اولیٰ سے چلی آتی ہے۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے پر جہاں ہندوؤں کی اور رسوم و رواج کی اصلاح ہونی شروع ہوئی۔ وہاں صغریٰ کی شادی کی رسم بھی آہستہ آہستہ کہ ہوتی گئی۔ تاہم ابھی تک یہ رسم ہندوؤں میں عام پائی جاتی ہے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں عموماً اور جنوبی ہند میں خصوصاً شادی بہت ہی چھوٹی عمر میں کر دی جاتی ہے۔ اور اکثر سننے میں آیا ہے کہ فلاں لڑکی آٹھ سال ہی کی عمر میں دم سوا ہو گئی۔ شاستروں میں صغریٰ کی شادی کی حمایت میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور ہندوؤں کے اکثر ریشیوں اور منیوں مثلاً ریشی یا جہارشی سمورت ریشی پراشرارشی مرتیجی وغیرہ کے اقوال اس کی تائید کرتے ہیں۔ ریشی پراشرار کا قول ہے۔

”دس سال کی عمر تک کنواہی اور اس کے بعد جو ان ہو جاتی ہے“

یعنی جو نہی لڑکی کی عمر گیارہ سال کی ہو چکے۔ اُسے جہان ممہا جانیے۔ خواہ اس میں جوانی کی ظاہری علامتا

ہوں یا نہ ہوں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب لڑکی گیارہ سال کی ہو جائے۔ تو اس کی شادی ضرور کر دینی چاہئے۔ حالانکہ گیارہ سال کی عمر میں صرف دو فیصدی ہندوستانی لڑکیاں جوان ہوتی ہیں۔ پروفیسر این۔ این۔ فاڈ کے نے اپنے ایک مضمون ”دی ٹی ٹو ریفرم“ میں لکھا ہے۔ کہ ہندوستانی لڑکیاں تیرہویں اور چودھویں سال میں جوان ہوتی ہیں۔ ریشی سمورت کہتے ہیں۔

”لڑکی کی شادی آٹھ سال کی عمر میں کرنا قابلِ تہنیت“ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ہندوؤں میں نہ ہی لڑکی کی شادی آٹھ سال کی عمر میں کر دینی چاہئے آگے چلکر ریشی پراشرار پھر کہتے ہیں۔

”اگر کوئی آدمی اپنی لڑکی کی شادی جبکہ اس کی عمر ۱۲ سال کی ہو چکی ہو نہ کرے تو اس شخص کے اباؤ اجداد ماہ ماہ اس لڑکی کا خورن جینے پئیں گے۔“

ریشی مرتیجی ریشی پراشرار سے بھی ایک قدم اور آگے بڑھ گئے۔ فرماتے ہیں۔

”جو شخص گوری (آٹھ سال کی لڑکی) کی شادی کرتا ہے۔ وہ سورگ لینے بہشت حاصل کرتا ہے۔“

”جو روہنی ۱۰ سال کی لڑکی کی شادی کرتا ہے۔ وہ دیکھنے لینے اعلیٰ بہشت حاصل کرتا ہے۔ جو کنیا جس لڑکی کی عمر دس سال کی ہو مگر جوان نہ ہوئی ہو اس کی شادی کرتا ہے۔ وہ برہم لوک یعنی اعلیٰ ترین بہشت حاصل کرتا ہے۔ اور جو جوان لڑکی کی شادی کرتا ہے۔ وہ ترک اپنی دفع میں پھینکا جاتا ہے۔“

یہ ہے ہندوؤں کے شاستروں کی تعلیم۔ جس پر ہندو نازاں ہیں اس پر طرہ یہ کہ سامی دنیا کو ہندو بنانے کی کھٹانی ہے ان جہارشیوں کے اقوال ثابت کرتے ہیں کہ ہندوؤں کا نہ ہی فرض ہے۔ کہ وہ اپنی لڑکیوں کی شادی ان کے جوان ہونے سے پیشتر ہی کر دیں۔

اب بھی اگر ہندوستانیوں کی تعلیم کو عالمگیر اور
مستحق قرار دیں۔ تو یہ کد باطنی نہیں تو اور کیا ہے۔
یہ امر معلوم کر کے ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ آجکل کے
تعلیم یافتہ ہندو اس رسم کی مخالفت کر رہے ہیں اور وہ شاسترو
کی ناقص تعلیم کو پس پشت ڈال کر اسلام کے مفید اصولوں
کی پیروی کر رہے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آہستہ آہستہ
اسلام کم از کم تعلیم یافتہ ہندوؤں کے دلوں میں گہرا جاوے گا
اور وہ وقت دور نہیں جبکہ یہ لوگ حلقہ اسلام میں برضاد
و خیر داخل ہوں گے۔ آمین۔ (نور شہید احمد - احمدی)

مختصر فہرست کتب فاروق ایکٹو قادیان - محصول ڈاک بدمہ خریدار

نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب
تبدیل و رسالت - سوائے جلد پنجم و ششم کے جلد اول و دوم سوم چہارم پنجم و ششم ہندوؤں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نایاب اشہادت و شہادہ سے لیکر حوالہ تک جمع کر دیے ہیں۔	علماء کی بیداری اور شرارتوں اور خلافتوں کا صحیح قول و آثار پر پیش کر کے دکھا دیا کہ سلف جیسے وہ تھے خلف انکے یہ ہیں۔ شنائی فرار اور مباہلہ سے انکار۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب امر تسری کو مباہلہ کے لئے لکھا۔ امر تسری نے ہمیشہ انکار کیا۔ اور فرار اور کبھی اس فیصلہ کی طرف نہ آیا۔ اس رسالہ میں عجیب حالات ثناء اللہ صاحب کے ہیں عشرہ سوالات کے جوابات غیر احمدیوں کے علماء نے جو سب سے بڑے دس سوالات ایسے کے تھے جن کا جواب ان کے خیال میں سلسلہ احمدیہ نہیں دے سکتا تھا۔ ان کے مفصل اور مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ بھولیں گے۔ چند نئے باقی ہیں جس سلسلہ منگاوت پر کتاب ہے۔	سلسلہ کی کتابیں
التنقید - مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے رسالہ قمر مسیح کا مسکت و دندان شکن جواب صادق کلمات - مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ ہنوعات مرزا کا جواب لا جواب فیصلہ الہی - مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری فیصلہ اور اس کی اصل حقیقت کا انکشاف مرقع شنائی - مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا وہ پرچہ اخبار جس میں امرتسری نے مباہلہ سے انکار کیا تھا	النبیۃ فی الالہام و فی الاحادیث ۲ حصہ ثنائی ہرزہ درامی - مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تمام گالیاں و دلیف و افسانے لیکر ی تک اس رسالہ میں جمع کر دیے ہیں جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول و دیگر راکین جماعت کو اپنے اخبار المحدث اور مرقع کے ذریعہ دیے۔ چودھویں صدی کا پہلوی - مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شائ میں لکھا گیا۔	کیا تھا
فیصلہ خدائی بر مسلمات شنائی - امرتسری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا کہ ثناء اللہ زندہ رکھ کر حضرت مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ اس کی مکمل بحث اور اس کے ساتھ حضرت اقدس کے اہل خط کا عکس آثار کر شامل کیا گیا ہے۔ علمائے خلف - ندوۃ العلماء نے علمائے سلف کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں گزشتہ علماء کے افلاق اور دینداری کے نوٹ پیش کئے گئے تھے۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کتاب کا مصرعہ ثانی "علمائے خلف کے نام سے لکھ کر موجودہ	ثنائی ہرزہ درامی - مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تمام گالیاں و دلیف و افسانے لیکر ی تک اس رسالہ میں جمع کر دیے ہیں جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول و دیگر راکین جماعت کو اپنے اخبار المحدث اور مرقع کے ذریعہ دیے۔ چودھویں صدی کا پہلوی - مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شائ میں لکھا گیا۔	کیا تھا
احمدی نمبر اول - یہود و نصاریٰ کیساتھ غیر احمدی علماء کی مخالفت جب پیشگوئی آنحضرت صلی علیہ وسلم کی گئی ہے۔	عشرہ سوالات کے جوابات غیر احمدیوں کے علماء نے جو سب سے بڑے دس سوالات ایسے کے تھے جن کا جواب ان کے خیال میں سلسلہ احمدیہ نہیں دے سکتا تھا۔ ان کے مفصل اور مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ بھولیں گے۔ چند نئے باقی ہیں جس سلسلہ منگاوت پر کتاب ہے۔	سلسلہ کی کتابیں
بکھر حقیقت - محمد علی منوچہری علیہ کے مریدوں کے ایک رسالہ کا جو حضرت اقدس کے خلاف شائع ہوا تھا تحقیقی جواب تنقید صحیحہ - فرقہ بابیہ نے ایک رسالہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھا کہ یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی کہ مہدی مسیح دو وجود ہیں۔ ایک علی محمد باب - دوسرا بہار اللہ اس کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ دمشق نے یہ لا جواب رسالہ لکھا ہے جس کی تردید بابیوں سے نہ ہو سکی۔ بابی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے یہ رسالہ عجیب ہے۔	النبیۃ فی الالہام و فی الاحادیث ۲ حصہ ثنائی ہرزہ درامی - مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تمام گالیاں و دلیف و افسانے لیکر ی تک اس رسالہ میں جمع کر دیے ہیں جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول و دیگر راکین جماعت کو اپنے اخبار المحدث اور مرقع کے ذریعہ دیے۔ چودھویں صدی کا پہلوی - مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شائ میں لکھا گیا۔	سلسلہ کی کتابیں
افواق الباطل - مولوی محمد علی صاحب امیر منیام کے سابقہ عقاید جنہیں حضرت مسیح موعود کی نبوت و رسالت حقیقی کا اقرار ہر تار پیسہ و چھوٹ چھوٹ چھوٹ کے متعلق یہ وہ رسالہ ہے جس نے پنجاب میں اس قدر مقبولیت حاصل کی کہ اب تیسری دفعہ طبع کرایا گیا ہے ہر مسلمان کے ہاتھ میں یہ رسالہ ہونا ضروری ہے ویدک توحید کا آئینہ - دیکھنے کے قابل ہر دہر مہال کا کچا چمٹھا۔ قابل دید ہے۔	النبیۃ فی الالہام و فی الاحادیث ۲ حصہ ثنائی ہرزہ درامی - مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تمام گالیاں و دلیف و افسانے لیکر ی تک اس رسالہ میں جمع کر دیے ہیں جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول و دیگر راکین جماعت کو اپنے اخبار المحدث اور مرقع کے ذریعہ دیے۔ چودھویں صدی کا پہلوی - مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شائ میں لکھا گیا۔	سلسلہ کی کتابیں
مینجر فاروق ایکٹو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب	مینجر فاروق ایکٹو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب	مینجر فاروق ایکٹو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مہر قائم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق قادیان سے شائع کیا۔